رابطہ

مدیر
سید ضیاء الدین جامعی

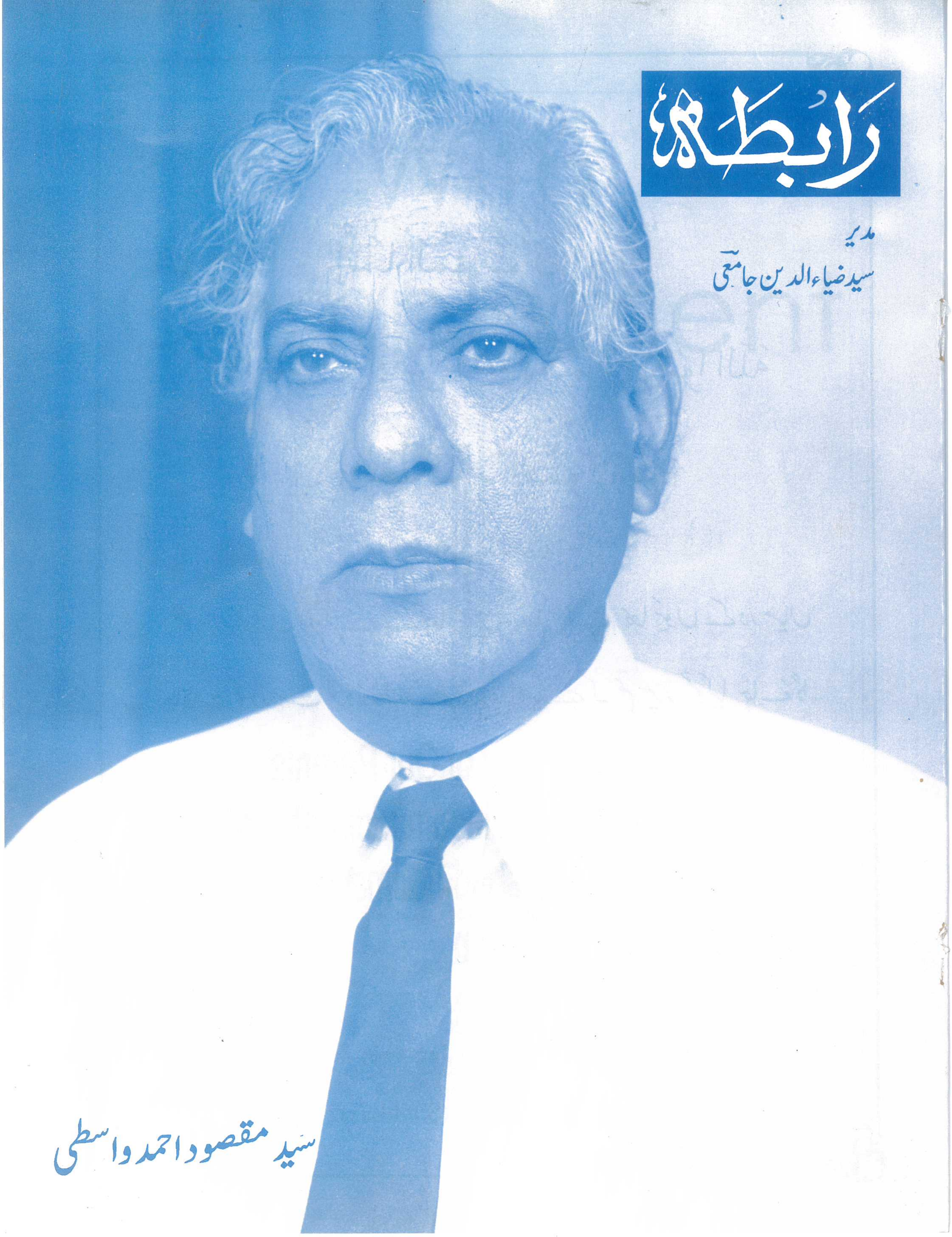

سید مقصود احمد واسطی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

اِنَّمَا الْمُؤمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ

فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ

لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ہ

(آیت ۱۰ الحجرات)

مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں کے درمیاں

تعلقات کو درست کرو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔

In loving Memory of Our Parents

(Late) Hafiz Syed Hosamuddin Ahmed

(Late) Irshad Fatima

From

Syed Saifuddin Ahmed

Syed Ziauddin Jamaee

Syed Shamsuddin (Shahbaz)

شمارہ ۱۷
نومبر ۲۰۰۰ء

رابطہ

سہ ماہی نیوز لیٹر
ادارۂ اخوان السادات گلاوٹھی (رجسٹرڈ)
اشاعت مخصوص برائے ممبران

مدیر:
سید ضیاءالدین جامی
معاونین:
محترمہ عشرت آفتاب
سید خرم نظام
مجلس منتظمہ:
صدر:
سید محبوب حسن واسطی
نائب صدر:
سید اظہار رحمت
محترمہ ریحانہ سیف
معتمد:
سید صفدر علی
نائب معتمد:
سید عابد علی عابد
سید ضیاءالدین جامی
خازن:
سید وسیم الدین ہاشمی
پبلسٹی سیکریٹری:
سید خرم نظام
ممبران:
سید احمد
سید عثمان غنی راشد
ڈاکٹر سید ظفر زیدی
سیدہ صبیحہ انجم
سید عرفان رحمت
سید سیف الدین احمد
سیدہ ثمینہ جعفری
سید معروف حسن واسطی
سید احمر نظام
سید بدر عالم زیدی

اداریہ

تمام قارئین کو عید کی تہ دل سے مبارک باد

" رابطہ " میں کچھ نئے سلسلے شروع کئے تھے۔ ان کو نئی شکل دی گئی تھی۔ جس کو بہت پسند کیا گیا۔

نئی تبدیلیوں کے بعد پہلا " رابطہ " مولانا اصلح الحسینی صاحب کے انٹرویو کے ساتھ شائع ہوا جو یقیناً ہمارے خاندان کا عظیم سرمایہ ہیں اور ان سے ہزاروں لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔

" رابطہ " میں ہم نے تعارف کا ایک سلسلہ بھی شروع کیا تھا جو جاری نہ رہ سکا اس کی وجہ میری مصروفیت تھی۔ میں شمارہ ۱۴ اور شمارہ ۱۵ میں عملی طور پر شریک نہ رہ سکا اور اس سے پہلے کے شمارے میں وقت کم تھا اس لئے یہ سلسلہ شروع نہ ہو سکا۔ اس شمارے میں یہ سلسلہ دوبارہ شروع ہو رہا ہے۔ آپ اپنا یا اپنے عزیز اور بزرگوں کا تعارف ہمیں لکھ بھیجئے ہم اس کو شائع کریں گے انشاء اللہ۔

پچھلے دنوں نصیر الدین صاحب کراچی تشریف لائے تھے اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے " کالم تعارف " کے سلسلے میں معلومات حاصل کیں۔ کچھ دوسرے ارکان سے بھی تعارف حاصل کئے جو سلسلے وار شائع کر رہے ہیں۔

گذشتہ شمارے میں ضرورت رشتہ نہایت کامیاب کاوش رہی جس کے ذریعے ۲۰ سے زائد گھرانوں نے رابطہ کیا ۴ شادیاں ہوئیں۔ ۳ رشتے طے پائے۔ اللہ تعالیٰ راحت نسیم کو اس کار خیر کا اجر دے۔

احادیث کی روشنی میں*

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

حضرت عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا، میں نے گفتگو کی ابتدا کی، آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا: مومن کی نجات کا سامان کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: عقبہ! اپنی زبان پر قابو رکھو، تیرا گھر تیرے لئے کشادہ ہو (یعنی گھر میں دل لگاؤ، تنگ ہو کر باہر نہ پھرا) اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملے، تو آپ نے گفتگو میں پہل فرمائی۔ میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: عقبہ! میں تمہیں تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں نازل ہونے والی تمام سورتوں سے افضل تین سورتیں نہ بتلاؤں؟

میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ، ضرور بتلایئے!

کہتے ہیں کہ پھر آپؐ نے مجھے تین سورتیں قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائیں۔ پھر فرمایا: عقبہ! انہیں نہیں بھولنا اور کسی رات کو انہیں پڑھے بغیر نہ سونا۔

حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں انہیں نہیں بھولا، اور میں نے ان کو پڑھے بغیر کوئی رات نہیں گزاری۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا اور میں نے ابتدا کی۔ میں نے آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا: یا رسولؐ اللہ مجھے وہ اعمال بتلایئے جو فضیلت رکھتے ہوں

آپؐ نے فرمایا: عقبہ! جڑو اس سے جو تجھ سے کٹے، دو اسے جو تمہیں محروم کرے، معاف کرو اسے جو تجھ پر ظلم کرے (مسند احمد)

بعض وقت ایک ہی حدیث میں رشد و ہدایت کا اتنا سامان مل جاتا ہے، اور اتنی اہم اور عملی باتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ بے اختیار زبان پر درود کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں: اللھم صل وسلم علی محمد و بارک وسلم۔ بلا شبہ اللہ کے رسولؐ نے ہمیں ہدایت پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی! کاش ہمارے اندر حضرت عقبہؓ جیسا جذبہ ہو، ایک دفعہ سورہ اخلاص اور معوذتین کے بارے میں رسولؐ کی نصیحت علم میں آئے، تو کوئی رات انہیں پڑھے بغیر نہ گزاریں، اور اس کی برکات سمیٹیں اصل چیز تو عمل ہے، حدیث کا صرف پڑھ لینا ہی کافی نہیں۔ یہ کیا کتنی ہی آسان قابل عمل باتیں ہم صرف سن کر یا پڑھ کر رہ جاتے ہیں۔

خطاؤں پر معافی مانگ رہے ہوں، توبہ کر رہے ہوں اور آنکھیں خشک ہوں، بلکہ دل و دماغ کو علم ہی نہ ہو کہ معافی مانگ رہے ہیں، وہ کسی اور طرف متوجہ ہوں ... اس پر معافی کیسے ملے؟ رونا چاہیے، گڑگڑانا چاہیئے، تب ہی انسان بار بار گناہوں پر جری نہ ہوگا۔

سب سے اہم بات، سب سے پہلے، کہ اپنی زبان پر قابو رکھو۔

آخری تین باتیں: جو کٹے اس سے جڑنا، جو محروم کرے اسے دینا، جو زیادتی کرے اسے معاف کرنا ... جو اس پر قادر ہو، اس کی عظمت میں کیا کلام ہے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے ہوئے تھے کہ آپؐ کے پاس فرشتے آئے۔ ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا کہ تمہارے دوست کی ایک مثال ہے۔ وہ ان کے سامنے پیش کرو۔ اس پر دوسروں نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں؟ انہوں نے جواباً کہا، کہ ان کی آنکھ سوئی ہوئی

ہے لیکن دل بیدار ہے۔

تب انہوں نے کہا: اس کی مثال اس آدمی کی مانند ہے جس نے گھر بنایا ہو، اس میں دسترخوان بچھایا ہو اور پھر ایک دعوت دینے والا بھیجا ہو۔ جس نے دعوت دینے والے کی دعوت قبول کی وہ گھر میں داخل ہوگا اور دسترخوان سے کھائے گا۔ اور جس نے داعی کی دعوت قبول نہ کیا وہ گھر میں داخل نہ ہوگا اور اور دسترخوان سے نہ کھائے گا۔

پھر بعض نے کہا کہ اس مثال کی تشریح کرو تاکہ یہ اسے اچھی طرح سمجھ جائیں۔ اس پر دوسروں نے کہا کہ وہ تو سوئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آنکھ سوئی ہوئی ہے لیکن دل بیدار ہے۔

(تب تشریح کرتے ہوئے) فرشتوں نے کہا: "گھر" تو جنت ہے اور داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایمان اور کفر میں) جدائی ڈالنے والے ہیں (بخاری)۔

جنت اس دسترخوان کی محسوس شکل ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دعوت دے رہے ہیں، وہ کتاب و سنت اور اسلام کی طرف دعوت ہے۔ پس جس نے دنیا میں اس دسترخوان سے ایمان اور علم و عمل کی غذا حاصل کی، اسے آخرت میں جنت کا دسترخوان نصیب ہوگا، اور جس نے یہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا وہ وہاں جنت میں داخل ہوگا اور جس نے یہاں نافرمانی کی وہ وہاں جنت میں داخلے سے محروم ہوگا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا بچھایا ہوا دسترخوان مدار اجتماع و افتراق ہے۔ جو اس دسترخوان پر آگیا وہ ایک طرف، ایک امت اور جو نہ آیا وہ دوسری طرف۔ آپؐ اور آپؐ کا نظام لوگوں کو اس طرح جمع کرتے ہیں، جس طرح ایک دسترخوان پر لوگ جمع ہوتے ہیں۔

اس رشتے سے منسلک ہونے کے بعد زبان، رنگ، نسب وطن اور مسلک ان میں افتراق و انتشار پیدا نہیں کرسکتے۔ اگر یہ عناصر مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کریں تو اس بات کی نشانی ہے کہ دامن مصطفیٰؐ اور نظام مصطفیٰؐ سے وابستگی کمزور ہے۔ فرقہ واریت گروہ بندی کے خاتمے کے لئے دامن مصطفیٰؐ اور نظام مصطفیٰؐ سے شعوری عشق و محبت ہونا چاہیئے۔

بہ مصطفیٰؐ برسان خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کسی مومن کی دنیوی بے چینیوں میں سے کسی بڑی بے چینی کو دور کردے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پریشانیوں میں سے ایک بڑی پریشانی کو دور کردیں گے۔

اور جو کسی تنگ حال کو آسانی بہم پہنچائے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا اور آخرت میں آسانی پیدا فرمادیں گے۔ اور جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی کریں گے۔

اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اور جو طلب علم کے راستے پر چلے، اللہ اس کی بدولت اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردیتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہوکر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا درس سناتے اور سنتے ہیں، ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، ان پر رحمت چھا جاتی ہے، فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں کی مجلس میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہیں۔ اور جس کی رفتار اس

کے عمل نے سست کر دی، اس کا نسب اس کی رفتار کو تیز نہیں کرے گا۔ (مسلم)

اہل ایمان کی خدمت کرنا، انہیں راحت پہنچانا، انہیں سکھ دینا ان کی عزت رکھنا دراصل اپنی خدمت ہے۔ اللہ اپنے بندوں کی مدد کرنے والوں کی مدد کرتا ہے، اس پر یقین ہو۔ یہ چیز اسلامی معاشرے میں پھیل جائے تو پھر دنیا کے کسی بھی حصے میں کسی ایک مسلمان کو بھی تکلیف پہنچے تو دنیا بھر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچے اور دنیا بھر کے مسلمان اس کی مدد کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ آزادی اور ظلم سے نجات کی کوئی تحریک بے یار و مددگار نہ ہو کہ ان کی مدد سے پیچھے ہٹنا، اپنے آپ کو اللہ کی مدد سے محروم کرنا ہے۔ ان کی آزادی کی تحریک میں تعاون نہ کرنا، اپنے آپ کو غلامی کے منہ میں دھکیلنا ہے۔

جنت کے راستے پر چلنا اور نیک عمل کرنا، اس وقت آسان ہوتا ہے جب آدمی کے پاس علم ہو۔ علم کے بغیر عمل میں آسانی نہیں پیدا ہوتی۔ صحیح علم، عمل کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور اگر عمل نہ ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ علم برائے نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود کو جاہل اور سفہا کہا ہے۔

یہاں جو بھی حرکت ہے وہ علم و عمل کی ہے، نام و نسبت کی نہیں، اس لئے کوئی شخص علم و عمل میں پیچھے ہو تو اس کا نسب، روپیہ پیسہ، جایداد اور جاگیر اسے آگے نہیں کر سکتے، اللہ کے ہاں فیصلے بندگی کی بنیاد پر ہوتے ہیں، نسب کی بنیاد پر نہیں۔

○

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بیٹھے تھے۔ آپؐ نے پوچھا اسلام کا کون سا کڑا زیادہ مضبوط ہے؟ صحابہؓ نے جواب دیا: نماز آپؐ نے فرمایا: نماز ایک حسنہ ہے لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے جو میں پوچھ رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: زکواۃ آپؐ نے فرمایا: زکوۃ ایک حسنہ ہے، لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے جو میں پوچھ رہا ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ رمضان کے روزے۔ آپ نے فرمایا روزہ حسنہ ہے لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: حج آپؐ نے فرمایا: حج اچھی چیز ہے لیکن یہ وہ چیز نہیں ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: جہاد آپؐ نے فرمایا ایمان کا سب سے مضبوط کڑا، اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اس کی خاطر ناراض ہونا (مسند احمد)

کتنے مؤثر انداز سے اللہ کے رسولؐ نے ہم پر باہمی تعلقات میں اخلاص کی اہمیت واضح کی ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو نماز، روزہ، زکوۃ اور جہاد کے فرائض تو ادا کرتے ہیں لیکن آپس کے تعلقات مفادات کی بنیاد پر قائم کرتے ہیں۔ اگر محبت اور ناراضی، صرف اور صرف اللہ کے لئے ہو، تو معاشرے سے کتنی ہی، بلکہ سب ہی برائیوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ حق غصب کرنا، ناجائز مال حاصل کرنا، ظلم کرنا، اللہ کی خاطر تو نہیں ہو سکتے! تعلقات اللہ کے لئے ہوں یا پھر برے آدمیوں کے ساتھ نہیں دیا جاتا، معاشرے میں صالح افراد کو قیادت حاصل ہوتی ہے، برے پہلی صف میں نہیں ہوتے۔ اس لئے حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو اسلام کا سب سے مضبوط کڑا قرار دیا گیا اور ایک کے بعد ایک سوال کر کے، آپؐ نے اس کی اہمیت نماز، روزہ حتیٰ کہ جہاد تک کے مقابلے میں واضح کی۔

صاحب کردار بندے*

مولانا عبدالمالک

○ ۔ گورنر مصر عمرو بن العاصؓ اپنے لشکریوں سمیت ایک جگہ خیمے لگائے پڑے تھے کہ اسکندریہ فتح ہو جانے کی خبر ملی ۔ آپ نے خیمے اکھاڑ کر کوچ کا حکم دیا ۔ جب سب خیمے اکھاڑ دیئے گئے اور آپ کا اپنا خیمہ اکھاڑنے کی باری آئی تو سپائیوں نے دیکھا کہ خیمہ کے اندر کبوتر نے گونسلہ بنا رکھا ہے ، عمرو بن العاصؓ کو بھی گھونسلے کا پتہ چل گیا ، آپ نے حکم دیا کہ یہ خیمہ نہ اکھاڑا جائے ۔ کہنے لگے یہ کبوتر ہمارا مہمان ہے اسے تکلیف نہ دو ۔ چنانچہ آپ نے اپنے خیمے کو اسی حالت میں وہیں چھوڑ دیا ۔ اور باقی تمام ساز و سامان اٹھا کر کوچ کر گئے ، واپسی پر اسی جگہ آپ کے حکم سے ایک شہر بسایا گیا ، جس کا نام کبوتر کے خیمے کی نسبت سے فسطاط رکھا گیا (عربی فسطاط خیمے کو کہتے ہیں) یہ شہر آج بھی موجود ہے ۔

○ ۔ سلطنت روم کی فتح کے لئے جو لشکر روانہ کیا گیا ۔ اس کے سردار خالد بن ولیدؓ تھے جب میدان کارزار گرم ہوا اور گھمسان کا رن پڑا تو عین وقت پر حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ خالد بن ولیدؓ سپہ سالاری سے معزول ہو جائیں اور ان کی جگہ ابو عبیدہ کو مقرر کیا جائے ، حکم ملتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ نے پیٹی اتار دی ، ماتھے پر ذرا شکن نہ آئی اور ایک عام سپاہی کی طرح لڑنے لگے ۔

○ ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ کی سرکردگی میں مسلمانوں نے مصر پر چڑھائی کی تو شاہ مصر نے اپنے آدمی مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے بھیجے ۔ انہوں نے واپس آکر شاہ مصر سے بیان کیا کہ یہ لوگ موت کو زندگی سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں ، نخوت و غرور ان میں نام کو نہیں بلکہ تواضع اور انکسار کو پسند کرتے ہیں دنیا سے انہیں کوئی رغبت نہیں ، سواریوں پر بیٹھ کر کھانے کی نسبت زمین پر کھانا پسند کرتے ہیں ، ان کے امیر و غریب باہم اس طرح رہتے ہیں کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ غلام اور آقا میں تمیز نہیں ہو سکتی ، نماز کے وقت ان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو حاضر نہ ہو اور عبادت سے پہلے ہاتھ منہ دھوتے اور بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں ۔

مسلمانوں کی یہ خصوصیت سنکر شاہ مصر حیران رہ گیا اور بولا " ایسی قوم سے یہ بعید نہیں کہ وہ پہاڑوں کو اکھیڑنے کا عزم کرلیں اور پہاڑ اکھڑ نہ جائیں ۔ دنیا میں کوئی بھی قوم ان سے لڑ کر فتح حاصل نہیں کر سکتی ۔

○ ۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار اور مجاہد اعظم خالد بن ولیدؓ نے قریباً سو خون ریز معرکوں میں شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے بدن پر کوئی جگہ ایسی نہیں تھی جہاں تلوار یا نیزے کا زخم نہ ہو ، جب بیماری کی حالت میں بستر مرگ پر پڑے تھے تو آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا ، میری ہمیشہ یہی آرزو تھی کہ میدان جنگ میں لڑ کر شہادت پاؤں مگر افسوس میری یہ حسرت پوری نہ ہو سکی اور آج بستر علالت پر پڑا زندگی کی آخری سانسیں لے رہا ہوں ۔

○ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں بلالؓ نماز کے لئے اذان دیا کرتے تھے آپ کی آواز میں وہ مٹھاس اور کشش تھی کہ لوگ سب کام چھوڑ کر اذان سننے میں محو ہو جاتے ۔ جب حضور کا وصال ہو گیا تو حضرت بلال کا کسی کام میں جی نہ لگتا آپ نے اذان دینا ترک کر دیا ۔ پھر مدینہ چھوڑ کر شام کو چلے گئے اور گوشہ نشین ہو گئے چنانچہ مدینہ کے لوگ اس دلکش آواز کو ترس گئے بالآخر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں لوگ منت سماجت کر کے انہیں مدینہ لے آئے ۔ اور درخواست کی کہ اذان کہیں جب لوگوں کا اصرار حد سے بڑھا تو آپ مسجد نبوی میں ممبر پر کھڑے ہو کر اذان دینے لگے جب اشھد ان محمد الرسول اللہ کہنے لگے تو پورا جملہ ادا کرنے سے قبل محمد پر پہنچتے ہی غش کھا کر گر پڑے اس کے بعد کبھی اذان نہ کہی ۔

○ ۔ جب مسلمانوں نے ایرانی فوجوں کو شکست دی تو ایرانی رئیس خراج لے کر حاضر ہوئے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے طور پر ایرانیوں نے اسلامی لشکر کی دعوت کی ۔ ابو عبیدہ بن الجراح

اسلامی لشکر کے سپہ سالار تھے آپ نے دعوت کرنے والے ایرانی سرداروں کو کہلا بھیجا کہ ہم اسی صورت میں تمہاری دعوت قبول کرتے ہیں کہ جو کھانے میرے لئے ہو وہی لشکر کے ہر ادنیٰ سپاہی کے لئے ہونا چاہیئے میرے اور ان کے کھانے میں کوئی امتیاز نہ ہونا چاہیئے اگر ذرا بھی فرق ہوا تو میں کھانا نہیں کھاؤں گا ، چنانچہ رئیسوں نے بڑی پر تکلف دعوت کی اور ہر ادنیٰ سپاہی کے لئے بہترین کھانا تیار کیا گیا۔

○ ۔ جنگ یرموک میں ہزاروں مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا میدان جنگ میں ہر طرف زخمیوں کی چیخ و پکار سنائی دے رہی تھی حذیفہ بن یمانؓ کے چچیرے بھائی بھی زخمی پڑے تھے حذیفہ تھوڑا سا پانی لیکر ان کے پاس گئے کہ انہیں پلائیں ، پانی پینے ہی لگے تھے کہ نزدیک سے ایک مجروح پانی کے لئے پکار اٹھا ۔ حذیفہؓ کے چچیرے بھائی نے اس زخمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ پہلے اسے پلائیں ، حذیفہ ان کے پاس پانی لے کر گئے تو ایک اور مجروح نے پانی مانگا ، چنانچہ اس نے تیسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اسے پلادیں اور خود نہ پیا ۔ حذیفہؓ وہاں پہنچتے تو دیکھا کہ ان کا چچیرا بھائی اور ان کے ساتھ دوسرا مجروح بھی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں گویا تینوں نے ایک دوسرے کی خاطر اپنی جان دے دی ۔

○ ۔ ۱۵ ہجری میں جنگ یرموک کے موقع پر حضرت خالد بن ولیدؓ کو سفیر بنا کر رومیوں کے پاس بھیجا گیا ۔ جب آپ شہنشاہ روم کے دربار میں پہنچے تو رومیوں کے سپہ سالار جابان نے بات چیت کے دوران پہلے حضرت عیسیٰ کا نام لیا پھر قیصر روم کا اور تکبر کے انداز میں بولا " ہمارا قیصر بادشاہوں کا بادشاہ ہے" ۔ ابھی وہ آگے کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کی بات کاٹ کر بولے ایسا ہی ہو گا مگر ہمارے سردار کے دل میں لمحہ بھر کے لئے بھی بادشاہی کا خیال آجائے تو ہم اسے فوراً معزول کر دیں " ۔

○ ۔ مالک بن ثعلبہ کے پاس بہت دولت تھی ، انہوں نے ایک دن رسول کریمؐ کو یہ آیت پڑھتے سنا " والذین یکنزون الذہب والفضۃ الخ (جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہیں ، ان کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو انہیں سے داغا جائے گا) ۔

مالک نے یہ آیت سنی فرمایا " انشاء اللہ آج شام تک مالک کے پاس ایک کوڑی بھی باقی نہ رہے گی " چنانچہ گھر آتے ہیں سارے کا سارا مال راہ خدا میں دے دیا ، ایک کوڑی تک پاس نہ رکھی ۔

○ ۔ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک مرتبہ بیس ہزار درہم آئے ، آپ نے سب کے سب محتاجوں میں تقسیم کر دیئے جب پاس کچھ نہ رہا ، تو کچھ محتاج اور آئے آپ نے انہیں مایوس لوٹانا پسند نہ کیا ، چنانچہ جن لوگوں میں مال تقسیم کر چکے تھے انہیں سے کچھ رقم لے کر دیر سے آنیوالوں میں تقسیم کر دی ۔

بقیہ صفحہ نمبر ۷

رات کو یہی سوچتے سوچتے سو گئے تھے کہ مسلمانوں کے اس اجتماعی مسئلہ کا کیا حل ہو جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفکر ہیں ۔ خواب میں انہیں کلمات اذان کی تلقین کی گئی ۔ وہ صبح ہوتے ہی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا:

یا رسول اللہ انی لبین نائم ویقظان اذا تانی آت فارانی الاذان (یا رسول اللہ (میں گذشتہ رات) نیم خوابی و نیم بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ مجھے ان کلمات اذان کی تلقین کی گئی اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اذان کے کلمات دھرائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر ارشاد فرمایا انها رؤیا حق انشاء اللہ فقم مع بلال فالق علیہ مارایت فلیوذن بہ فانہ اندی صوتا منک (انشاء اللہ یہ سچا خواب ہے ۔ بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر ان کو ان کلمات کی تلقین کرو کہ وہ بلند آواز سے ان کلمات کے مطابق اذان دیں کہ ان کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے اور اس طرح حضرت بلال حبشیؓ نے ان کلمات کی اذان دینا شروع کی ۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے جب یہ اذان سنی تو چادر کھینچتے ہوئے جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے کہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا فللہ الحمد پس اللہ کا شکر ہے ۔

حضرت عبداللہ بن زیدؓ کا خواب

سید محبوب حسن واسطی

اپنی ۶۳ سالہ مبارک زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ۵۳ سال مکہ مکرمہ میں رہے اور ۱۰ سال مدینہ منورہ میں ۔ نبوت ملنے کے بعد آپ کے ۱۳ سالہ مکی دور میں اگرچہ شب معراج کے موقعہ پر مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہو چکی تھی اور اسلام کی دعوت بھی آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی مگر کفر و شرک کا اتنا زیادہ زور تھا کہ مسلمان اپنی اجتماعی عبادت یعنی نماز کے لئے کوئی مسجد نہ بنا سکے ۔ اسلام کی سب سے پہلی مسجد (مسجد قبا) اس وقت بنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے اور آپ نے اثناء راہ مہمان کی حیثیت سے بنی عمرو بن عوف کے قبیلہ میں دو ہفتہ سے کچھ زائد قبا کی بستی میں قیام فرمایا یہ بستی مدینہ سے تین میل پہلے پڑتی ہے اور اب مدینہ سے تقریباً مل گئی ہے ۔یہاں آپ نے وہ مسجد بنائی جس کا قرآن کریم میں سورہ التوبہ آیت ۔۱۰۸ میں اس طرح ذکر ہے ۔

لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال ۔یحبون ان یتطھروا ۔ واللہ یحب المطھرین ○

(البتہ جس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ خوب پاک ہونے والوں کو پسند کرتا ہے)

اس مسجد قبا کی تین بڑی خصوصیات تھیں: ۱۔یہ اسلام کی سب سے پہلی مسجد تھی جس میں اعلانیہ با جماعت نماز ادا کی گئی ۔۲۔ اس کی بنیاد تقویٰ اور خدا خوفی پر رکھی گئی ۔۳۔ اس کے نمازی پاک صاف اور پاکیزگی کو پسند کرنے والے تھے۔

مسجد تو بن گئی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں متفکر رہتے کہ مسلمانوں کو نماز کے بلانے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے چنانچہ ابوداؤد شریف میں حدیث کے الفاظ ہیں ۔

اھتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم للصلوۃ کیف یجمع الناس لھا ○

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے فکر مند ہوئے کہ لوگوں کو اس کے لئے کس طرح جمع کیا جائے) آپ نے حضرات صحابہ سے مشورہ کیا۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے چار تجاویز آئیں : ۱۔ قیل لہ انصب رایۃ عند حضور الصلوۃ فاذا راوھا آذن بعضھم بعضاً ۔ بعض لوگوں نے کہا نماز کے وقت ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے ۔ لوگ جب اس جھنڈے کو دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کو مطلع کر دیا کریں گے ۔(ابوداؤد شریف) آپ کو یہ تجویز پسند نہ آئی (۲) دوسری تجویز ذکر لہ القنع یعنی شبور الیھود ۔ بعض حضرات نے آپ کے سامنے " قنع " کا ذکر کیا یعنی یہودیوں کا نرسنگھا (بھونپو) کہ نماز کی اطلاع کے لئے وہ بجا دیا جائے ۔ یہودیوں کی مشابہت کے باعث آپ کو یہ تجویز بھی پسند نہ آئی ۔(۳) تیسری تجویز: فذکروا ان یوروا نارا بعض نے کہا نماز کی اطلاع کے لئے آگ روشن کر دی جائے ۔ جب لوگ آگ روشن ہوتے دیکھیں گے تو نماز کے لئے جمع ہو جایا کریں گے ۔ آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت والی یہ تجویز بھی آپ کو پسند نہ آئی ۔ (۴) چوتھی تجویز فذکر لہ الناقوس (یضربوا ناقوساً) آپ کے سامنے ناقوس (سنکھ) کی تجویز رکھی گئی کہ اسے بجا دیا جائے ۔آپ نے فرمایا ھو من امر النصاری (ابوداؤد) کہ وہ عیسائیوں کا طریقہ ہے اتنے میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ تشریف لے آئے ۔ وہ

باقی صفحہ نمبر ۶

تعارف اراکین ادارہ اخوان السادات

سید نصیر الدین احمد

جناب قطب الدین صاحب کے بڑے بیٹے نصیر الدین گلاؤٹھی ضلع بلند شہر محلہ حافظاں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا کا نام نجم الدین تھا۔ آپ نے کراچی سے بی اے کیا۔ B.Ed اور ایم اے (اسلامیات) لاہور پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ آپ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز صحافت سے کیا۔ روز نامہ تسنیم لاہور کے نیوز ایڈیٹر اور مینجر رہے۔ پھر مختلف حیثیتوں میں پاکستان کے کئی شہروں بھاولنگر، سکھر، حیدر آباد، کراچی میں اپنی خدمات انجام دیں آپ زیادہ تر تدریس سے وابستہ رہے۔ بھاولنگر میں اسلامیات کے لیکچرار، دارالعلوم ملتان میں پڑھایا۔ دہلی اسکول کراچی میں صدر مدرس رہے۔ پھر آپ نائجیریا تشریف لے گئے جہاں آپ سینئر ایجوکیشن آفیسر اور لیکچرار اسلامیات رہے۔ وہاں سے آپ امریکہ (Houston) اپنے بڑے بیٹے (انعام نصیر) کے پاس آئے اور تین سال تک آپ یہاں کی مسجد میں امام / خطیب رہے اور ویک اینڈ اسکولز میں پڑھاتے رہے۔ آج کل آپ کی مدینہ منورہ میں رہائش ہے اور اللہ کی یاد میں اپنا وقت گزار رہے ہیں۔ آپ کے ۴ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹا امریکہ میں، ایک بیٹی بھاولپور میں اور تین بیٹے سعودی عرب میں مقیم ہیں جبکہ سب سے چھوٹی بیٹی مدینہ منورہ میں رہتی ہیں۔ آپ کے بچوں کی خاص بات خاندان سے بے پناہ لگاؤ ہے۔ سعودی عرب جانے کا شرف حاصل کرنے والے خاندان کے لوگ اس بات کے گواہ ہوں گے کہ وہ کس قدر خلوص اور محبت سے پیش آتے ہیں۔ سید نصیر الدین صاحب بہت باذوق آدمی ہیں۔ شاعری سے لگاؤ ہے۔ خود بھی بہت اچھے اشعار کہتے ہیں نجمی تخلص ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و سلامتی کے ساتھ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آپ کے چند اشعار آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

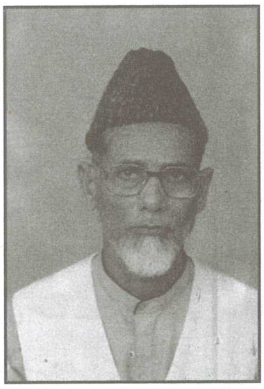

کیسی گھٹی گھٹی ہے فضا کچھ نہ پوچھئے
کب آئے کیسے آئے قضا کچھ نہ پوچھئے

دیتا ہے غیر، گھر کا پتہ کچھ نہ پوچھئے
اکھڑی ہے کیسی اپنی ہوا کچھ نہ پوچھئے

میری مزاج پرسی کو ناچار آگئے
کیا کر رہا ہوں جب سے دعا کچھ نہ پوچھئے

کیا وصل کیا فراق، سدا کیف بے خودی
کس درد کی ہیں آپ دوا، کچھ نہ پوچھئے

اذن خدا نہ ہو تو زبانیں بھی گنگ ہیں
میں اور ذکر صل علی، کچھ نہ پوچھئے

دنیائے دوں کا جن کے سروں میں رہا خمار
یاد آیا کیسے ان کو خدا کچھ نہ پوچھئے

دبستان قابل

سید محبوب حسن واسطی

دس ہزار سے زیادہ اشعار پر مشتمل ۵۰۷ صفحات پر پھیلا ہوا علامہ قابل گلاؤٹھوی کا یہ انتخاب کلام و شعری مجموعہ جس میں حمد باری تعالیٰ بھی ہے اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ۔ سلام و منقبت بھی ہے اور غزلیات بھی ۔ رباعیات و قطعات بھی ہیں اور منظومات، فارسی ابیات، قطعات تاریخ، قومی گیت، ملی ترانے اور ملت اسلامیہ کی غیرت کو جھنجوڑنے والے اشعار بھی آخر اس انتخاب کلام کے مرتب سید منصور عاقل کی گذشتہ کئی سالوں کی محنت و تحقیق اور عظیم کاوش کے بعد فروری ۲۰۰۰ء میں اسلام آباد سے شائع ہو گیا ہے ۔ مکتبہ اتحاد مصنفین ۔ اسلام آباد مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے شعری اور تنقیدی ادب میں ایک خوبصورت مجموعہ کا اضافہ کیا ہے ۔

کتاب کے شروع کے ۵۰ صفحات علامہ قابل گلاؤٹھوی سوانحی خاکے اور ان کے کلام کے محاسن و تنقیدی جائزوں پر مشتمل ہیں ۔ کتاب کے مرتب سید منصور عاقل نے اپنے ۳۳ صفحات پر مشتمل دیباچہ میں علامہ قابل کی شخصیت و فن پر انتہائی خوبصورت گفتگو کی ہے ۔ ان کا تبصرہ اتنا سیر حاصل اور مکمل ہے اور اتنی زیادہ تحقیق و کاوش کے بعد لکھا گیا ہے کہ بے اختیار کلمات تحسین زبان و نوک قلم پر آتے ہیں ۔ اردو، فارسی ادبیات کے مشہور ناقد و استاذ الاساتذہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان نے بالکل صحیح ارشاد فرمایا۔

" فاضل محترم منصور عاقل صاحب کا سیر حاصل تبصرہ ---- ہر لحاظ سے اسقدر مکمل ہے کہ کسی دوسرے تبصرہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی " ۔

پروفیسر ڈاکٹر عاصی کرنالی نے بھی " چند سطور عقیدت لکھتے ہوئے حقیقت ہی بیان کی ہے کہ:

" منصور عاقل نے ۳۳ صفحات پر مشتمل ایک ایسا دیباچہ بطور تعارف نامے کے تحریر کیا ہے جو بجائے خود اتنا بسیط و محیط اور جامع و مانع ہے کہ ہم اسے بلا مبالغہ ادب میں ایک وقیع اور قابل قدر دستاویز قرار دے سکتے ہیں ۔ حضرت کی شخصی زندگی کے اہم گوشوں اور پہلوؤں کو سمیٹنے کے ساتھ ساتھ ان کے شعر و کلام پر ایسی عمدہ تنقید و تحقیق ہے اور اس قدر جامعیت کے ساتھ ہے کہ اس دیباچہ کے بعد ایک لفظ مزید کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی " ۔

سید منصور عاقل گذشتہ پچاس سال سے زائد عرصہ سے شعر و ادب کی خدمت کر رہے ہیں ۔ قصبہ گلاؤٹھی و سادات گلاؤٹھی سے متعلق بھی ان کی بعض تحقیقات لائق صد افتخار و قابل تحسین ہیں مثلاً ان کی کتاب " برگ سبز " اور ان کی تحقیقی کاوش " گلاؤٹھی کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے ۔ دیکھئے پچاس سال سے بھی پہلے کے ان کے کلام میں کیا غضب کی پختگی ہے ۔ ملاحظہ ہوں ان کی ۱۹۴۹ء کی غزل کے دو شعر:

قصہ عشق و وفا ورد زباں ہوتا رہا
ذکر میرا کارواں در کارواں ہوتا رہا

بجلیاں آغوش گردوں میں جواں ہوتی رہیں
اور ادھر تیار اپنا آشیاں ہوتا رہا

متعدد ادبی و تاریخی مضامین کے علاوہ زیر نظر کتاب " دبستان قابل " آپ کی آٹھویں کتاب ہے ۔ اس سے پہلے آپ کی یہ سات کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں ۔

(۱) ۔ " خامہ خونچکاں اپنا " مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۶۵ء ۔ ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت نے پاکستان پر جو بزدلانہ حملہ کیا اور اس کے نتیجہ میں پاکستانی شعراء کا حب الوطنی کے جذبہ کے تحت جو کلام وجود میں آیا اس کا انتخاب (۲) مبارک نامہ : شعر فارسی، انتخاب مطبوعہ ۱۹۷۲ء (۳) حرف بہ حرف : ۱۹۵۳ء تا ۱۹۶۳ء کے درمیانی دس سال کے دوران لکھے گئے منصور عاقل کے مضامین و مقالات مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء (۴) برگ سبز: سید عبدالوحید فدا گلاؤٹھوی کا

انتخاب کلام اور تجزیہ مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۲ء (۵) گہوارہ سخن : منصور عاقل کا اپنا شعری مجموعہ مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۳ء (۶) کتاب گلاؤ ٹھی : قصبہ گلاؤ ٹھی کا پس منظر و معاشی و معاشرتی حالات ، اس سے اور ملحقہ مضافات و مواضعات سے متعلق اہم شخصیات کے کارنامے ۔ مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۸ء (۷) حرف محرمانہ : دو حصوں پر مشتمل ۔ حصہ اول : حدیث خود نوشت ۔ کچھ اپنے بارے میں ماضی کی یادیں ۔ حصہ دوم : حدیث دیگراں دانشوروں کی رائے منصور عاقل کے بارے میں مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۹۴ء ۔

" دبستان قابل " میں سید منصور عاقل نے حضرت علامہ قابل گلاؤ ٹھوی کے کیسے کیسے خوبصورت اشعار کا انتخاب کیا ہے مخدومی حضرت ڈاکٹر غلام مصطفی خان صاحب مدظلہ العالی کے ذیل کے تبصرہ سے اس کا کچھ اندازہ ہوگا :

حمد میں کیسے کیسے پیارے اشعار کہے ہیں ۔

زبان برگ گل پر ہے یہ نغمہ
حدیث گلستاں ہے حمد باری

کبھی غنچوں کا تبسم کبھی پھولوں کی ہنسی
اور کبھی بلبل نالاں کی فغاں ہے اللہ

نعت میں ایسے پاکیزہ اشعار ملتے ہیں ۔

شعاع مہر یا تابانی ماہ
ہیں دونوں عکس تحریر محمد

احمد جو چشم حق میں محمد نما ہوا
دم بھر نہ حسن ذات احد سے جدا ہوا

بڑی رعایتیں ہیں اور ایک پختہ کار شاعر ہی ایسا لکھ سکتا ہے ۔ غزلیات بھی خوب ہیں اور قابل کے اصل کمال کا آئینہ ہیں ۔

یہ روز روز کے سجدے ہیں کیف دل میں مخل
جبیں میں جذب نہ کرلوں اس آستانے کو

چمن سے شبنم اگر اشک بار گزری ہے
گلوں سے پھیر کے رخ کیا بہار گزری ہے

نظر کے روبرو ہوتا ہے جب بھی آئینہ دل کا
نمایاں تیری شان بے مثالی ہوتی جاتی ہے

حسرت یہی رہی کہ نہ حسرت نکل سکی
یہ بحر عشق بھی تو کہیں بے کراں نہ تھا

حسن کا ناز وفا ہے کہ پشیمانی جور
قتل کر کے مجھے دامن کی ہوا دیتے ہیں

جشن مظفر ضیاء

۸ جون ۲۰۰۰ء شام چھ بجے آرٹس کونسل آف پاکستان کراچی میں جناب ڈاکٹر شان الحق حقی کی زیر صدارت " جشن مظفر ضیاء " کا انعقاد عمل میں آیا جس میں ملک کے ممتاز دانشور ، ادباء و شعراء جناب ڈاکٹر جمیل الدین عالی ، ڈائریکٹر جنرل اکادمی ادبیات پاکستان جناب خالد اقبال یاسر ، جناب افتخار عدنی ، جناب احمد ہمدانی ، جناب حمایت علی شاعر ، جناب راغب مراد آبادی وغیرہ مشاہیر نے شرکت کی اور جناب مظفر ضیاء کی بیش بہا ادبی خدمات کو سراہا ۔ اس سلسلہ میں ملک کی بارہ ممتاز ادبی تنظیموں کی جانب سے پروفیسر آفاق صدیقی کی زیر نگرانی ۴۸ صفحات پر مشتمل ایک جریدہ بھی شائع کیا گیا جس میں جناب مظفر ضیاء کے ادبی کارناموں پر مشتمل تحقیقی مقالے بھی شائع کئے گئے اور تصاویر کی مدد سے ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ۔ افسوس اس " جشن مظفر ضیاء " کی تقریب کو ابھی پانچ ہی ماہ ہوئے تھے کہ جناب سید مظفر احمد ضیاء نے شدید بیماری کے بعد ۸ نومبر ۲۰۰۰ء داعی اجل کو لبیک کہا اور ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مبارک باد

۱۔ صاحبزادے کی ولادت

ادارہ کے پبلسٹی سیکریٹری جناب سید خرم نظام کے یہاں ۱۰ جولائی ۲۰۰۰ء بروز پیر صاحبزادے کی ولادت ہوئی ہے جس کا نام انہوں نے سعد رکھا ہے۔ اور ۶ اگست ۲۰۰۰ء کے مجلس منتظمہ کے اجلاس میں انہوں نے اس ۲۵ روزہ بچہ کو ادارہ کا مستقل ممبر بھی بنادیا ہے سید خرم نظام کو سعد بن خرم کی ولادت بہت بہت مبارک ہو۔ اللہ پاک سعد کو سعید و نیک بخت بنائے (آمین)

۲۔ میٹرک سائنس کے نتائج

صدر ادارہ کے نواسے حافظ سید سلمان واسطی فرزند سید ندیم احمد واسطی نے اس سال میٹرک (سائنس) کے نتائج میں A-One پوزیشن حاصل کی ہے۔ اسی طرح سید ضمیر حسن واسطی کے نواسے سید نور احمد واسطی فرزند سید شمیم احمد واسطی (مرحوم) نے بھی ان نتائج میں A-One پوزیشن لی ہے۔ جبکہ سید اویس واسطی فرزند سید اقبال واسطی فرسٹ ڈویژن سے پاس ہوئے ہیں۔

۳۔ ۱۰ ستمبر ۲۰۰۰ء کو صدر ادارہ کی ۱۵ سالہ نواسی سیدہ ماریہ واسطی کا حفظ قرآن پاک مکمل ہوگیا ہے۔ دو سال قبل ماریہ کے بڑے بھائی ۱۷ سالہ حافظ سید سلمان ندیم واسطی کا حفظ مکمل ہوا تھا۔ اس طرح الحمد للہ اب یہ دونوں بہن بھائی حافظ ہوگئے ہیں ان کے والدین سید ندیم احمد واسطی اور سیدہ سعدیہ واسطی کو بہت بہت مبارکباد۔

۴۔ محترمہ عشرت آفتاب کی بیٹی ثمرہ آفتاب نے 85% مارکس حاصل کر کے میٹرک کے امتحان میں A-one پوزیشن حاصل کی

اسی طرح ان تمام دیگر طلباء و طالبات ان کے والدین و متعلقین کو بھی مبارک باد جو ان نتائج میں اچھے نمبروں سے پاس ہوئے اور جنہوں نے پوزیشنیں حاصل کیں لیکن جن کے نام ہم تک نہیں پہنچ سکے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

درج ذیل اموات پر ادارہ اپنے انتہائی دکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہے۔ مرحومین کے لئے دعا ہے کہ اللہ پاک انہیں جنت الفردوس نصیب فرمائے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل دے (آمین)

۱۔ ادارہ کے سابق ممبر مجلس منتظمہ سید متین احمد کے والد بزرگوار جناب سید مبین احمد (مرحوم) کراچی

۲۔ سید منصور عاقل کے سگے بہنوئی جناب ناصر صدیقی (مرحوم) کراچی ۳۰ جون ۲۰۰۰ء

۳۔ جناب سید ریاض الدین (مرحوم) "راجہ صاحب" کے بڑے داماد اور سیدہ رخسانہ واسطی کے شوہر جناب سید احمد معین واسطی (مرحوم) کراچی۔ ۱۷ جولائی ۲۰۰۰ء

۴۔ جناب مختار الدین صدیقی (مرحوم) حیدر آباد سندھ: ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء

۵۔ ادارہ کے سابق ممبر مجلس منتظمہ سید مقصود واسطی جن کی ادارہ کے لئے عظیم خدمات تھیں: امریکہ گئے ہوئے تھے۔ وہاں انتقال ہوا۔ ۷ اگست ۲۰۰۰ء

۶۔ ہماری برادری کے ممتاز دانشور اور شاعر سید مظفر احمد ضیاء ۸ نومبر ۲۰۰۰ء کو ہم سے جدا ہوگئے انا للہ و انا الیہ راجعون آپ متعدد کتب کے مصنف تھے۔

۷۔ ان کے تین دن بعد ۱۱ نومبر ۲۰۰۰ء کو ہماری برادری کی ایک بزرگ خاتون اور سید عارف نیاز کی والدہ محترمہ نفیس نیازی انتقال فرماگئیں۔

۸۔ اس سے بیشتر جناب سید محبوب علی زیدی کی دختر نیک اختر سیدہ شائستہ زیدی اہلیہ جناب طارق انتقال فرماگئیں۔

۹۔ ادارہ کی نائب صدر محترمہ ریحانہ سیف نے کی پھوپھی سجانی بیگم نے وفات پائی۔

۱۰۔ جناب رفیق احمد میرٹھ انڈیا ۲۴ جولائی جو برادر حقیقی تھے جناب مظفر احمد ضیاء مرحوم کے

۱۱۔ جناب صابر صدیقی کی بڑی بہو محترمہ نجمہ نسیم ۱۹ اگست ۲۰۰۰ء کو انتقال کر گئیں۔

شادیاں

۱۔ 14-7-2000 نکاح سیدہ عالیہ زاہد دختر جناب سید زاہد علی ہمراہ کاشف حفیظ صدیقی فرزند جناب اختر حفیظ صدیقی

۲۔ 14-7-2000 نکاح سیدہ قرۃ العین دختر سید اعجاز حسن، ہمراہ سید ماجد حسن فرزند سید محمود جعفری مرحوم۔

۳۔ 6-8-2000 نکاح سیدہ زرین فاطمہ دختر جناب تعشوق علی مرحوم، ہمراہ سید عبدالعلیم فرزند جناب سید عبدالکریم۔

۴۔ 7-8-2000 ولیمہ سید محمود یوسف فرزند جناب سید منظور الحسن۔ سیدہ سبین چشتی دختر جناب سید محمد رؤف علی چشتی

۵۔ 14-8-2000 ولیمہ محمد آصف رحیم فرزند جناب محمد عبدالرحیم / قرۃ العین امۃ الغوثیہ خواجہ دختر جناب معین الدین

یسریٰ سیف

باتوں سے خوشبو آئے

○ ۔ جس دروازے سے شک اندر آتا ہے محبت اور اعتماد اس دروازے سے باہر نکل جاتے ہیں۔

○ ۔ بیماریوں میں بڑی بیماری دل کی ہے اور دل کی بیماریوں میں سب سے بری بیماری دل آزاری ہے۔

○ ۔ سخاوت یہ نہیں کہ تم سائل کو وہ چیز دو جو تمہارے پاس زیادہ ہو، بلکہ سخاوت اسے کہتے ہیں کہ تم وہ چیز دوسرے کو دو جس کی تمہیں مانگنے والے سے زیادہ ضرورت تھی۔

○ ۔ غصہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم دوسروں کی غلطیوں کا انتقام اپنے آپ سے لے رہے ہیں۔

○ ۔ یہ دیکھو کہ غلطی کیا ہوئی، یہ نہ دیکھو کہ کس سے ہوئی

○ ۔ اتنا اونچا مت اڑو کہ سورج کی گرم شعاعیں تمہیں پگھلادیں اور تم ایک بے جان شے کی مانند زمین پر آگرو۔

○ ۔ بارش چیتے کی جلد کو بھگو سکتی ہے مگر اس کے دھبے نہیں دھو سکتی۔

○ ۔ دنیا دریا ہے اور آخرت کنارہ، کشتی تقویٰ ہے اور لوگ مسافر

جانے کا نہیں شور سخن کا میرے ہرگز
تاحشر جہاں میں میرا دیوان رہے گا
(میر تقی میر)

اذیت ، مصیبت ، ملامت ، بلائیں
ترے عشق میں ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
(خواجہ میر درد)

یاران رفتہ ہم سے منہ اپنا چھپا گئے
معلوم بھی ہوا نہ کدھر کارواں گیا
(مصحفی)

تیرے شیریں کلام کو سن کر
پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات
(آتش)

مجھ کو نہ سنا خضر و سکندر کے فسانے
میرے لیے یکساں ہے فنا ہو کہ بقا ہو
(حفیظ جالندھری)

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے
(غالب)

ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم
پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
(مومن)

کیا پائے کنہ ذات کو اس کے کوئی ظفر
واں عقل کا نہ دخل نہ ہرگز دلیل کا
(ظفر)

نصیر الدین نجمی
(گلاؤٹھی)

نعت

کشادہ لب مدعا ہو تو جانیں
جو مقبول اپنی دعا ہو تو جانیں

مری آہ ، آہ رسا ہو تو جانیں
مرا درد ، غم کی دوا ہو تو جانیں

بلا کر یہاں اک خلش تو مٹا دی
جنوں محبت ، سوا ہو تو جانیں

بہ توفیق باری بہ فیض محمدؐ
صدائے گدا میں ، نوا ہو تو جانیں

ادھر مکہ ہے اور ادھر ہے مدینہ
حق بندگی ، اب ادا ہو تو جانیں

یہ جیتوں کا مسکن ، یہ سوتوں کی منزل
مدینے میں اپنی قضا ہو تو جانیں

یہ دو حرف کچھ کام آئے نہ اپنے
ذرا اک نظر پھر عطا ہو تو جانیں

وسائل کی دنیا کے جھوٹے سہارو
خدا سا کوئی آسرا ہو تو جانیں

ہے توصیف کا ورد بس اک زباں پر
بہ ہرمو ، بہ ہر دم ، صدا ہو تو جانیں

بس اپنوں کی خاطر تواضع ہے نجمی
کبھی غیر کا حق ادا ہو تو جانیں

تندرستی کے لئے مشورے

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تو چاہیئے بچنا دوا سے

اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی

جو ہو محسوس معدے میں گرانی
تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

اگر خوں کم بنے بلغم زیادہ
تو کھا گاجر چنے شلغم زیادہ

جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا
اگر ضعف جگر ہے کھا پپیتا

تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے
تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے

جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس
تو مصری کی ڈلی ملتان کی چوس

زیادہ گردماغی ہے ترا کام
تو کھالے شہد کے ہمراہ بادام

اگر ہو قلب کی گرمی کا احساس
مربہ آملہ کھا اور انناس

جو دکھتا ہو گلا نزلے کے مارے
تو کر نمکین پانی کے غرارے

اگر ہے درد سے دانتوں کے بے کل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل

جو بد ہضمی میں چاہے تو افاقہ
تو دو اک وقت کا کرلے تو فاقہ

کلونجی اور بڑی الائچی کے فوائد

حدیث نبویؐ (۴۳۰۰) مشکوٰۃ شریف۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ کالا دانہ (کلونجی) میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے موت کے بخاری و مسلم (طب نبوی)
حکیم جالینوس کا قول ہے کہ :

۱۔ کلونجی نفخ اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے اور اس کے کھانے سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔

۲۔ جوش دے کر سر پر لگانے سے نزلہ، زکام اور سر کا درد دور ہو جاتا ہے۔

۳۔ اگر خشکی کی وجہ سے بدن پر پپڑیاں سی ہوں تو اس کے کھانے سے ختم ہو جاتا ہیں۔

۴۔ اگر بدن پر تل پیدا ہو جائیں تو اس کے لگانے سے جلد صاف ہو جاتی ہے۔

۵۔ اس کے غرارے کرنے سے دانت کا درد دور ہو جاتا ہے۔

۶۔ پیشاب نہ آنے کی صورت میں کلونجی کا استعمال پیشاب کھل کر لاتا ہے

۷۔ سرکہ ملا کر کھانے سے بلغمی ورم دور ہو جاتا ہے۔

۸۔ روغن زیتون میں ملا کر سونگھنے سے آنکھوں کا درد جاتا رہتا ہے۔

۹۔ کلونجی سوداوی اور بلغمی بخار کے لئے مفید ہے۔

۱۰۔ گھر میں دھونی دینے سے مچھر اور کھٹمل ختم ہو جاتے ہیں۔

۱۱۔ دماغ کی بیماری کے لئے ۲۱ دانے لیکر کپڑے کی پوٹلی میں باندھ کر پانی میں ابالیں، پہلے دن سیدھے نتھنے میں دو قطرے اور الٹے نتھنے میں ایک قطرہ، دوسرے دن الٹے نتھنے میں دو قطرے اور سیدھے نتھنے میں ایک قطرہ ڈالیں۔ تین دن میں انشاء اللہ مکمل شفا ہو گی۔

۱۲۔ شہد کیساتھ کھانے سے پتھری نکل جاتی ہے۔

۱۳۔ اس کو جلا کر کھانے سے بواسیر کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔

۱۴۔ سرکہ میں ملا کر برص پر لگائیں برص اچھا ہو جاتا ہے۔

۱۵۔ اگر فوتہ سوج گیا ہو تو سرکے میں ملا کر لگائیں فائدہ ہو گا۔

۱۶۔ اس کو مہندی میں لگا کر لگانے سے سر کے بال مضبوط ہوتے ہیں اور بالوں کا گرنا ختم ہو جاتا ہے۔

۱۷۔ سکنجبین کے ساتھ کھانے سے چوتھیا اور بلغمی بخار دور ہو جاتا ہے۔

۱۸۔ سینہ کا درد اور کھانسی کی بیماری میں اسکو استعمال کرنے سے راحت ملتی ہے۔

۱۹۔ معدہ کی رطوبات خشک کرتی ہے، مادوں کو پکا دیتی ہے۔

۲۰۔ حیض کی رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔ ہر صبح اس کی چٹکی آٹھ دس قطرے اصلی شہد میں ملا کر شہادت کی انگلی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر چاٹیں تو بہت سی بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ انشاء اللہ۔

۲۱۔ جس شخص کو شوگر ہو وہ بڑی الائچی لے جس میں دس سے پندرہ دانے ہوتے ہیں وہ روز صبح یا شام کسی بھی وقت چار چار۔ پانچ پانچ دانے چبالیا کریں۔ اللہ نے چاہا تو شفا ہو گی۔

۲۲۔ داڑھ اور مسوڑھے میں درد کے لئے لونگ کو دانت میں دبانے سے جلد آرام آجاتا ہے۔

With Complement

from

AIR CONE ELECTRONICS

4 Mustafa Arcade, 119-A, S.M.C.H.S., Karachi
Tel: 4536825-6
Fax: 4536827

آہ! سید مقصود احمد واسطی

سید محبوب حسن واسطی

امریکہ جانے سے پہلے انہوں نے مجھے گھر پر فون کیا۔ میں باتھ روم میں تھا۔ اتنی دیر وہ اپنی بھابی سے باتیں کرتے رہے۔ بڑے خوش خوش کہ وہ پہلی بار امریکہ جا رہے تھے اور امریکہ و کنیڈا میں، مقیم عزیز و اقارب سے ملنے کے مشتاق تھے اور مختلف جگہ سے ان کے فون نمبر اور پتے جمع کر رہے تھے۔ میں فون پر آیا تو دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ میں نے انہیں وہاں مقیم بعض اعزہ کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ میں ان سے گفتگو کرتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تصور نہ کرسکا کہ یہ میری اور ان کی آخری گفتگو ہے اور پھر میں کبھی ان کی آواز نہ سن سکوں گا۔ آہ! وضع داری اور خلوص و محبت کی وہ آواز اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئی۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔

وہ بڑے ملنسار اور ملنے جلنے والے تھے۔ کوئی شادی بیاہ کی تقریب ہو یا موت و غم کا موقعہ وہ برادری کی خوشی غمی میں برابر شریک ہوتے۔ اپنے اہم کام چھوڑتے مگر برادری کی تقاریب میں شرکت نہ چھوڑتے وہاں ضرور جاتے۔ لوگوں سے ہنستے بولتے اور ان کی خیریت معلوم کرتے۔ اس کا انتظار نہ کرتے کہ تقریب میں لوگ ان کے پاس چل کر آئیں۔ وہ خود ان کے پاس جاتے اور ان سے ہنس ہنس کر ملتے تھے۔ ان کے حسن اخلاق کے باعث ہر شخص ان سے مل کر متاثر ہوتا تھا۔

وہ برادری کے ان پر خلوص لوگوں میں سے تھے جو اجتماعی بہبود کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی کے تحت بہبود عامہ (تعلیم و صحت وغیرہ) کے پروگراموں کے سلسلے میں جب میموریل فنڈز قائم ہونا شروع ہوئے تو انہوں نے -/85000 روپے کی خطیر رقم سے اپنے والد بزرگوار جناب سید علی احمد مرحوم کے نام سے علی احمد میموریل فنڈ قائم کیا۔ اور جب سید عثمان غنی راشد نے اپنے والدین کے نام سے حافظ عبدالغنی میموریل ٹرسٹ برائے تعلیم اور نواب بانو میموریل ٹرسٹ برائے صحت قائم کیا تو انہوں نے ان کے لئے باترتیب مبلغ -/15,000 روپے اور مبلغ -/10,000 روپے کے عطیات دیئے اسی طرح ادارہ کی بعض تقریبات مثلاً کراچی کے حاجیوں کے اعزاز والی ایمبیسی ہوٹل کی تقریب اور بمبوہٹ ریسٹورنٹ کراچی کے سید سیف الدین عرفان کے اعزاز والی تقریب میں بھی ان کا مالی تعاون نمایاں رہا۔

وہ اپنے بچوں سے بڑی محبت کرتے تھے۔ چاروں بیٹے اگر ان کی آنکھوں کا نور تھے تو بیٹیاں قلب کا سرور تھیں۔ ان کا چھوٹا بیٹا عرصہ سے امریکہ میں مقیم تھا اور وہ اس سے ملنے کے لئے بڑے بے چین تھے اور بیٹے کی یہی محبت "انہیں امریکہ لے گئی تھی جہاں قدرت کی طرف سے ان کے آخری سانس لکھے تھے دل کا دورہ پڑا اور وہ جان لیوا ثابت ہوا اور وہ اس دوسری دنیا میں چلے گئے جہاں بالآخر ہم سب کو جانا ہے اور جہاں جا کر کوئی کبھی واپس نہیں آتا بھائی بہنوں سے بھی انہیں بڑا تعلق تھا۔ سید مبشر حسین واسطی کے یہاں محفلیں رہتیں اور وہ وہاں بہت خوش رہتے تھے۔

ایک بار مجھ سے کہنے لگے بھائی محبوب! میری نواسی سیدہ ثناء لائق علی زیدی نے میٹرک کے امتحان میں 90% فیصد نمبر حاصل کئے ہیں۔ مگر مجھ سے یہ کوتاہی ہوگئی کہ میں ادارہ کی ایجوکیشن کمیٹی کو اس کی بروقت اطلاع نہ دے سکا اور نہ اس کی مارکس شیٹ بھیج سکا۔ ورنہ وہ انعام کی مستحق تھی اور اس سے اس کی ہمت افزائی ہوجاتی۔ میں نے کہا آپ بالکل فکر نہ کریں۔ ۱۰ جنوری ۲۰۰۰ء کو ہم ادارہ کی تقریب عید ملن منعقد کر رہے ہیں۔ برادری کی اس بڑی تقریب میں ہم آپ کی نواسی کی ضرور ہمت

افزائی کریں گے ۔ چنانچہ اس تقریب میں ایجوکیشن کمیٹی کی طرف سے انعام نہ سہی صدر ادارہ کی جانب سے اس ہونہار بچی کے لئے ایک علامتی نقد انعام کا اعلان کیا گیا اور اسٹیج پر بلا کر اسی بچی کی ہمت افزائی کی گئی۔

۱۹۸۴ء سے قبل ادارہ اخوان السادات ۔ گلاؤٹھی پر ایسا وقت آیا کہ وہ بحیثیت ایک اجتماعی ادارہ و تنظیم ڈوبنے لگی اور شدید شکست و ریخت کا شکار ہو گئی۔ کچھ جوشیلے نوجوان یہ عزم لیکر اٹھے کہ ادارہ کو ڈوبنے سے بچانا اور اس میں دوبارہ جان ڈالنی ہے سید راشد علی انمیں پیش پیش تھے اور دیگر نوجوان مثلاً سید نسیم الدین ہاشمی ، سید محمد احسن واسطی اور سید طارق محمد علی وغیرہ ان کے ساتھ دیگر حضرات نے بھی اس نیک مقصد میں ان کا ساتھ دیا مثلاً جناب سید احمد ۔ جناب سید بدر الحسن واسطی (مرحوم) جناب سید محمد احمد واسطی (مرحوم) جناب سید مسعود علی رضوی ۔ جناب سید مبشر حسین واسطی ۔ جناب سید صفدر علی وغیرہ ۔ سید مقصود واسطی ان حضرات میں پیش پیش تھے اور پورے اہتمام سے ادارہ کی تعمیر نو میں حصہ لیتے ۔ اس طرح بالآخر یہ ادارہ دوبارہ زندہ ہو گیا۔

مذہب کے معاملہ میں وہ خاصے وسیع المشرب تھے ۔ سنی مذہبی اداروں کی بھی مالی امداد کرتے اور شیعہ مذہبی اداروں کی بھی ان کے گھر کے سامنے شیعہ حضرات کا امام باڑہ ہے ۔ وہ اس کو بھی مالی امداد فراہم کرتے تھے اور ان کے گھر کے قریب ہی سنی حضرات کا مدرسہ تعلیم القرآن ہے ۔ وہ اس کی بھی مالی امداد کرتے تھے ۔ وہ کسٹمز ڈیپارٹمنٹ میں طویل عرصہ ملازمت کے بعد کچھ ہی عرصہ پیشتر ریٹائر ہوئے تھے اور کسٹمز کے معاملات میں دشواریاں پیش آنے کی صورت میں عزیز و اقارب اور دوستوں کی بڑی مدد کرتے تھے ۔

ان کی میت جب امریکہ سے پاکستان کے لئے روانہ ہوئی تو بعض سرکاری مجبوریوں کے باعث اس کی روانگی میں تاخیر ہو گئی ۔ ادھر اس کے کراچی ایئر پورٹ پہنچنے کا جو وقت تھا بعض تکنیکی وجوہ کی بنا پر اس میں تاخیر ہوتی چلی گئی اور جو جہاز شام سات بجے کراچی پہنچنا تھا رات گیارہ بجے کے بعد اس کی متوقع آمد کا اعلان ہوا ۔ احتیاط کے پیش نظر امریکہ سے چھوٹے بیٹے نے فون کر دیا تھا کہ وہاں پہنچتے ہی میت کو دفن کر دیا جائے ۔ اب کراچی میں سب بیٹے اور گھر والے اس پر مصر کہ میت آدھی رات میں ہی دفن ہو گی اور ادھر بعض اعزہ کی خواہش کہ دن نکلنے کے بعد میت دفن کی جائے تاکہ عزیز و اقارب اس میں سہولت سے شرکت کر سکیں ۔ شاید بات بگڑتی کہ قدرت نے تماشہ دکھایا اور شدید بارش شروع ہو گئی اور ایسی کہ رکنے کا نام نہ لے اب سب بیٹے اور گھر والے بھی مجبور ہوئے اور نماز ظہر کے بعد تدفین کا اعلان کیا گیا اور عزیز و اقارب کی کثیر تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور قبرستان گئے جو نصف شب میں ممکن نہ تھا ۔ سچ ہے ہوتا وہ ہے جو وہ چاہتے ہیں۔

جس نے

۱۔ فجر کی نماز ترک کی اس کے چہرے سے نور ختم کر دیا جاتا ہے ۔
۲۔ ظہر کی نماز ترک کی اس کی روزی سے برکت ختم کر دی جاتی ہے ۔
۳۔ عصر کی نماز ترک کی اس کے بدن سے طاقت ختم کر دی جاتی ہے ۔
۴۔ مغرب کی نماز ترک کی اس کو اولاد سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔
۵۔ عشاء کی نماز ترک کی اس کی نیند سے آرام و راحت ختم کر دیا جاتا ہے ۔

(مسز عشرت آفتاب)

اے جنبشِ پلک ، ہر نظر میں سمونے دے
پھر میں کہاں ، کہاں یہ مہربان ہستیاں

محبت کی چاشنی نے میرے لب کو سی دیا
چاہت ہے کتنی آپ سے ظاہر نہ کر سکی

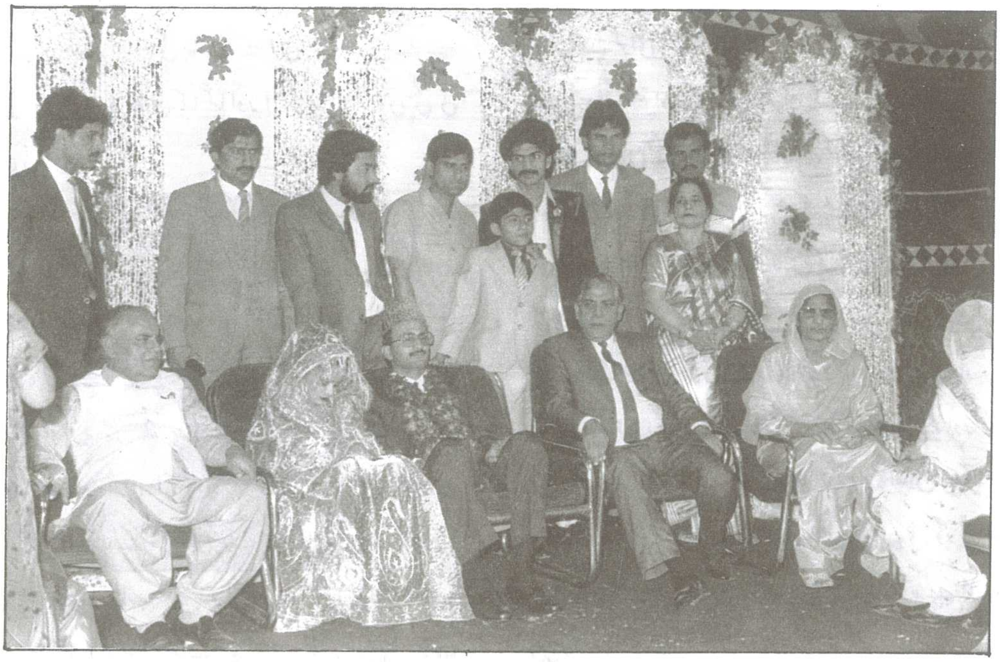

بیٹی شاہدہ کی شادی کے موقع پر دولہا بلیغ الرحمن اور بھائی مبشر حسین واسطی کے ساتھ -

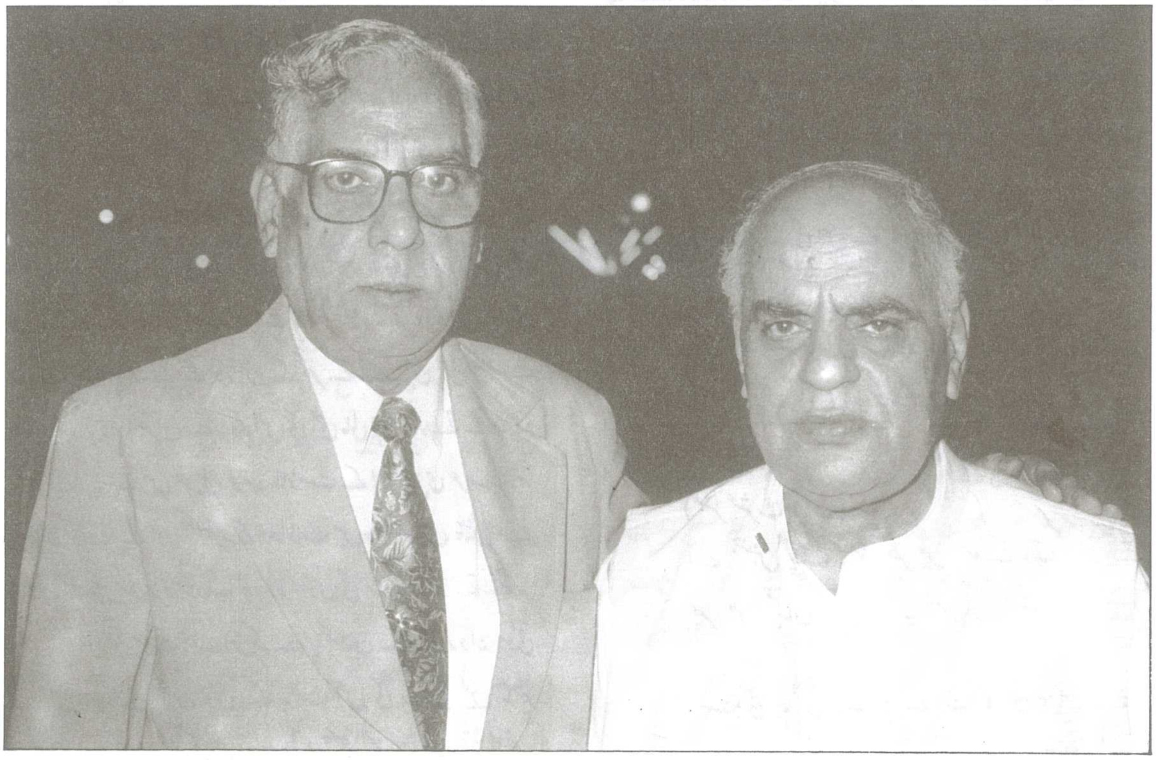

اپنے بھائی سابق معتمد ادارہ سید مبشر واسطی کے ہمراہ

سید مقصود احمد واسطی

سید مبشر احمد واسطی

برادر محترم سید مقصود احمد واسطی دسمبر ۱۹۳۵ء میں کوئٹہ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کوئٹہ سے حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد والدین اور بھائی بہنوں کے ہمراہ کراچی آگئے۔ مختصر قیام کے بعد بھاولپور چلے گئے۔ حافظ سید شفیع الدین مرحوم اور محترم سید نظام الدین مرحوم جو کہ والد محترم اور والدہ محترمہ کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے اور جن کو ہمارے والدین سے ایک مثالی تعلق تھا کے توسط سے والد محترم کو منچن آباد (بھاولپور) میں ملازمت مل گئی۔ برادر محترم مقصود احمد نے بھاولپور میں ہی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھا اور یہیں سے میٹرک کیا۔

بعد ازاں تھوڑے عرصے چشتیاں میں بحیثیت مدرس کے ملازمت کی پھر میرے پاس حیدر آباد (سندھ) آگئے اور یہاں سے کچھ عرصہ بعد کراچی منتقل ہوگئے کراچی میں کسٹم میں ملازمت اختیار کی اور وہیں سے ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۵۸ء میں شادی ہوئی اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے اور چار بیٹیوں کی نعمت سے نوازا۔ ۱۹۷۸ء میں عزیز آباد میں زمین خرید کر مکان بنوایا تادم آخر وہیں رہے۔ دو بیٹے اسد اور ظفر بزنس کر رہے ہیں ایک بیٹا عزیر آرمی میں ڈاکٹر ہے دوسرا بیٹا اویس شکاگو (امریکہ) میں مقیم ہے۔

اس سال جولائی میں بیٹے کے پاس امریکہ گئے تھے بیٹے کی

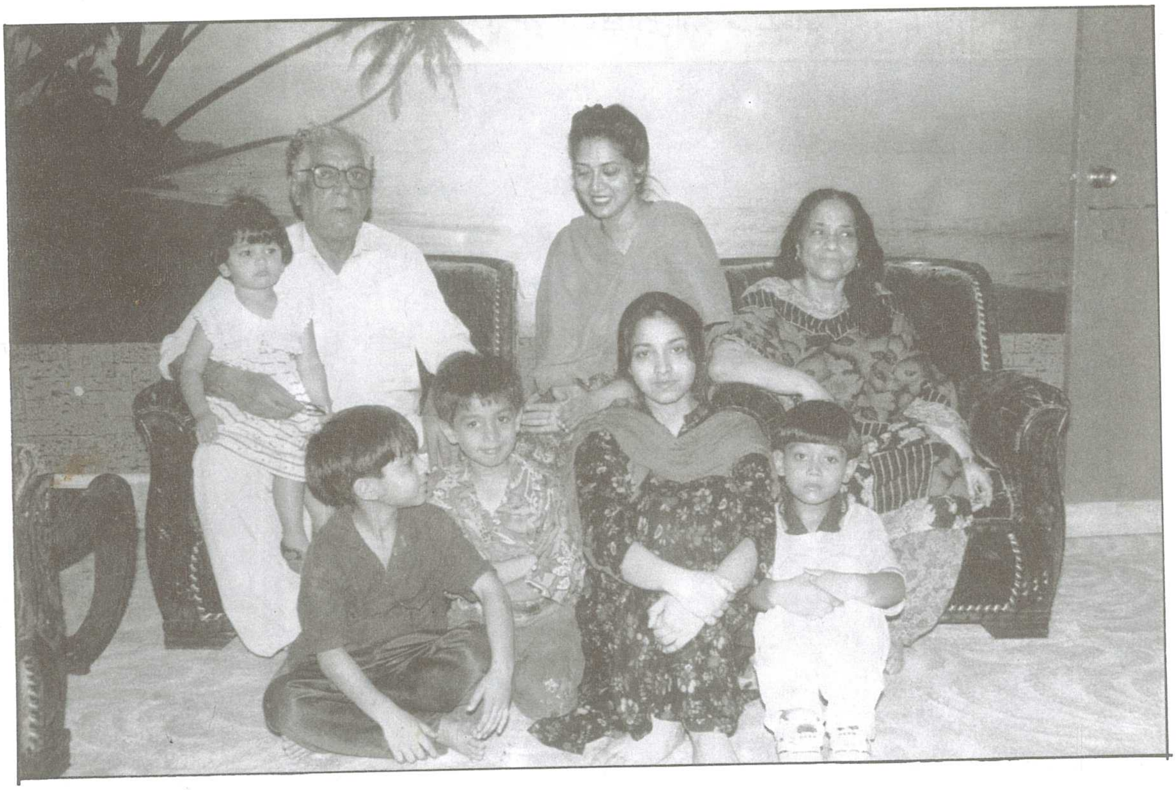

بڑی بیٹی ثمینہ زیدی اپنی اہلیہ ممتاز اور پوتا، پوتی اور نواسا، نواسی کے ہمراہ

اپنی زندگی کی آخری تصویر "اپنے بیٹے اویس اور بہو ھبہ کے ساتھ"

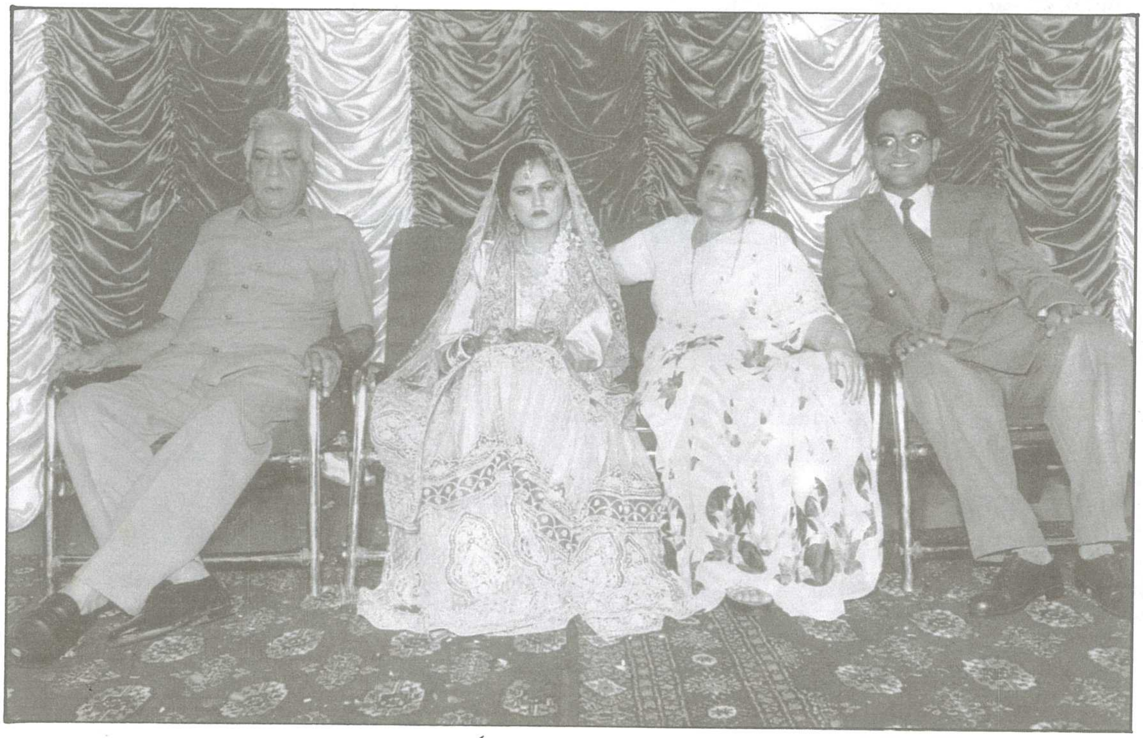

اپنے بیٹے ظفر کی شادی کے موقع پر ظفر اہلیہ ممتاز بیگم بہو افشاں کے ساتھ

شادی کی بہت خوشی تھی لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور امریکہ میں ۷ اگست ۲۰۰۰ء کو دل کا جان لیوا دورہ پڑا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے - انا للہ و انا الیہ راجعون -

برادر محترم مقصود احمد تمام اعزاء و اقارب کے لئے اور پورے حلقے احباب کے لئے ایک انتہائی مقبول اور پرکشش شخصیت کے مالک تھے لیکن میرا ان سے ایک خصوصی تعلق تھا ایک بھائی اور ایک دوست کے ناطے میں ان سے انتہائی قریب تھا اس میں کوئی مبالغہ نہیں جتنا ان کو مجھ سے اور مجھے ان سے تعلق تھا شائد ان کے اہل خانہ کو بھی یہ شرف حاصل نہ تھا - بھائی کو بھائی سے تعلق ہوتا ہی ہے اس سے کس کو انکار ہے لیکن مقصود کا مجھ سے تعلق ایک مثالی تھا جو لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا - دو تین واقعات مثالاً عرض کرتا ہوں - منجن آباد میں اپنے گھر کی چھت پر پلنگ پر سو رہا تھا اچانک احساس ہوا کہ چھت گر پڑی اور کسی نے میرے پلنگ کو پکڑ کر کھینچ لیا پلنگ کو پکڑ کر کھینچنے والی شخصیت مقصود کی تھی جو اپنے دوستوں کے ہمراہ دوسری جگہ بیٹھے تھے وہاں سے بھاگ کر آئے اور میرے پلنگ کو کھینچ لیا - قدرت کا یہ ایک معجزہ تھا زندگی بچ گئی مقصود کے وسیلہ سے - محمود آباد میں اپنا مکان تھا لیکن صرف میری وجہ سے عزیز آباد میں مکان بنوایا - اللہ تعالیٰ نے ان کو خوب نوازا تھا کراچی کے کسی بھی علاقہ میں رہائش اختیار کرسکتے تھے لیکن یہ منظور نہ تھا کہ کہیں اور رہیں اور مجھ سے دوری ہو جائے - پوری عمر عیدین کی نماز اپنے بچوں کے ہمراہ میرے ساتھ ادا کی جس دن امریکہ جارہے تھے اپنے کمرے میں میرے ساتھ کھانا کھایا - بہن بھائیوں سے انتہائی لگاؤ تھا -

موصوف اپنی ذات میں ایک انجمن تھے ان کی طبیعت میں صلہ رحمی بہت تھی - ان کی کمی بہن بھائیوں سے زیادہ بھانجے بھتیجے باپ کی کمی کی طرح محسوس کرتے ہیں - بڑے بیٹے اسد شادی شدہ ہیں دو بیٹے تین بیٹیاں ہیں، دوسرے بیٹے ظفر حسن کی شادی جنوری ۲۰۰۰ء کو ہوئی بزنس کرتے ہیں تیسرے اولیس جو امریکہ میں ہیں ان کی بیوی ڈاکٹر ہیں - چھوٹے بیٹے عزیر اور ان کی بیوی آرمی میں ڈاکٹر ہیں ان کا ایک بیٹا ہے - بڑی بیٹی ثمینہ حسن کے شوہر سید لائق علی جہاز پر انجینئر ہیں ان کے تین بچے ہیں دو بیٹے اور ایک بیٹی - دوسری بیٹی شاہدہ کے شوہر بلیغ الدین کسٹم میں آفیسر ہیں -

تیسری بیٹی شازیہ ان کے شوہر منظر بولان بنک میں کام کرتے ہیں ان کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں -

حقوق العباد کے ادا کرنے میں ان کا ایک منفرد مقام تھا -

ادارہ اخوان السادات گلاؤٹھی سے ان کا تعلق کسی بیان کا محتاج نہیں ان کی خدمات تادیر یاد رکھی جائیں گی - اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے (آمین) -

۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء اپنی بڑی بیٹی ثمینہ کی شادی کے موقع پر

his death, when Hiba Mami called Nani Ammi, she sincerely commented, " I was deeply fond of his personality, he was a large hearted man. winkles must have been written upon his brows but they wesn't upon his heart. His spirit was as young as man in his youth."

The way he touched people's life only became opparent to us when a large number of people came to pay their last respects at his funeral in Karachi as well on in Chicago. A huge mass of people was noticed at the time of his Namaz-e-Janaza. One of his friends in his funeral said, "we are all mortal and have to go back to our God, but to leave a warm glow in many hearts is a good fortune of a few, Maqsood Ahmed was one of these."

This above article tells certain aspects of the wonderful personality he had and the warm memories he has left behind.

I have written this poem for bade papa. We should all pray that God grant him a nice place in heaven:

Time To Say Good Bye

I, suddenly felt so different,
Cause the season around me had changed,
It was the time for good byes and farewell......
Until we all meet again.
Not accepting that a time like this will come
I had gathered my emotions in tales.......
Will the sun will shine, yet brightly?
But things will never he the same.
Wandering in these thoughts & dreamt again,
About the days gone by.....
About the time I had spent.
And suddenly tears came into my eyes.....
When I heard the bell sang.
It was the time to say goodbye
It was the time for the farewell.....

We will always miss you Bade Papa............

Anam

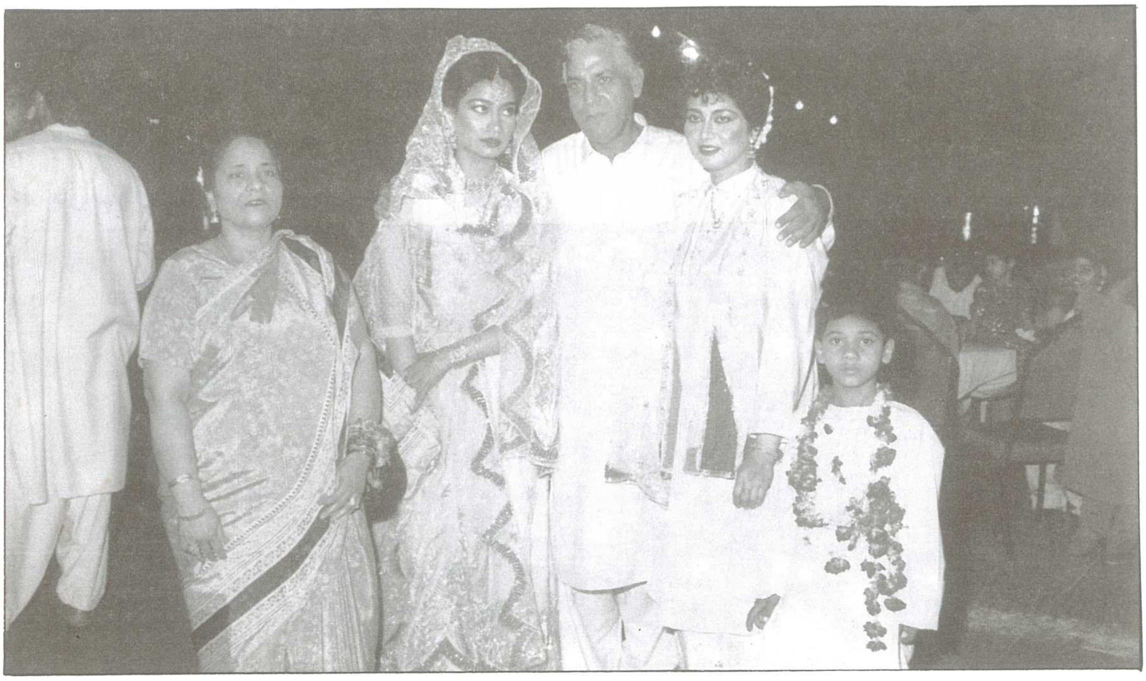

بڑی بیٹی ثمینہ زیدی اور بڑی بہو تبسم اسد اور اپنی اہلیہ ممتاز کے ہمراہ

were not capable of paying their own expense. But he used to do it all privately and quietly. Never exposing it on us. We got to know about his gentle deeds from others. He firmly believed in what ADDISON AND HERBERT said, "Charity is the perfection and ornament of religion and every charitable act is a stepping store towards heaven. Charity shall cover the multitude of sins".

He once said to me and my younger brother Mustafa, "Beta, No personal consideration should stand in the way of performing a public duty. It is more blessed to give than to receive". He was truly a man who lived by the golden rule of giving – "A real gift is one that is given and received in silence".

He was particularly fond of children and took a great pleasure in the time he spent with his own children and later with his grandsons and daughters. But his love for children transgressed boundaries of blood and friendship. He often used to say. "Children are like the taste of youth for the people of my age".

Bade Papa, had a very encouraging nature. Particularly he encouraged me at every step of my life. He made me feel that I can get anything in my life if I will be firmly determined. He developed the confidence within me. He wanted me to be a very successful doctor and he always imagined me like one. He seemed to be very sure of my future. He always used to tell me that God has secured your future. I recall an incident when he called me in his bedroom. He just woke up from his sleep. He said to me with brilliant eyes, "Beta, today I saw you in my dream. I viewed that you are seated in one of the wards of the hospital, dressed up like a lady doctor and attending your patients. You are polite, sweet and understanding. Dear, these qualities should always be there in you if you want to be successful. Never be proud of yourself. Be modest. Have firm faith in God and you'll touch the sky of success. But remember, before being professionally successful you have to become a successful woman who should do justice to all her relations". With that he patted my shoulder and took a promise to always follow his advice no matter he remains or not. Today when I recall this event in my memory I feel my heart aching for not having his council anymore. As I believe 'Good council has no price'. He was always there to help me with my urdu subjects. He beckoned me to take interest in shaairee. He always used to recite me few verses whenever we used to be face to face. A day before his illness in Chicago, be called me at night (as I was the closest grand child to him) and said that he was missing the conversations used to have of his past and my future. That last conversation was very emotional. He was all the time telling me that he was missing the presence of children around him. He was missing those hearty giggles and laughters of all the family members. He wanted to come back but he was also aware of the fact that Avais Mama and Hiba Mami won't let him come look so early. They wanted him to spend at least 6 to 8 months with them. But who knows what is coming next in life. The last verses which he recited to me on that last phone call were:

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بشر است

کعبہ بنیاد خلیل آذر است

دل گزر گاہ جلیل اکبر است

I can never forget these few verses as they were the last token of love from him to me. My Mammi who is the eldest daughter of bade papa often says, " No wonder, papa was man of noble character. He did justice to all the sections – He was an understanding and caring husband, considerate and affectionate father, a loyal and obedient son, sincere and loving brother and a kind-hearted man." After a few days of

A TRIBUTE TO SYED MAQSOOD AHMED WASTI
FROM HIS GRAND DAUGHTER 'ANAM'

On behalf of my family and myself, I pen this article down with mixed feelings. It is much pride to express my thoughts and emotions in a form of an article in front of you all. It is rightly said, "Pen is the tongue of mind". Taking this opportunity I pay tribute to my Bade Papa for his selfless love which he had given to people around him.

Besides being committed to his work, he was committed to the people around him – be they his colleagues, his friends, his neighbours, his relatives or his family. His friends called him, "A man full of life". He had the zest for life, which attracted people towards him. A friend who had known him for many years said, 'His wonderful friendship had been the most precious gift to us'.

People who even met him once used to be highly impressed by his personality. My Badi Mami (Asad Mama's wife) often says,

"When Papa talked to someone, he made him feel like he was the most important person in the world – No one felt like he had to be certain thing or act in a certain way to win his affection. He had a great big hug and he embraced life & all the people dear to him in a same unconditional way. A very sweet and tolerant man. He generously gave all his love and friendship to all".

My Nani says that she never heard him being rude to anyone nor she saw him insulting anyone innocent. He was extremely sweet natured.

Bade papa was forever ready to help others. A friend of his once while praising his personality called him 'A king without crown' and said "we always use to hear about his going those extra miles to help one who approached him". Few days after his Chaliswaan, I met a friend of mine whose family knew Bade Papa incidentally. While our sad conversation about his sudden death she disclosed to me and narrated an incident, "When I was young my father needed a large amount of money badly. No one was ready to help us. Even our own blood relations refused to help us. At that critical moment, Moqsood uncle whole-heartedly supported my father. He gave my father all the money he needed and also gave his house to us on very low rent. No wonder, your Nana was a large hearted man. My mother idolize him as a man of noble character". When I heard this whole event, I felt the tears in my eyes and I was deeply touched but I felt very proud of him that I cannot express in words. Seriously, that was the first time in my life when I realized that being related to someone so generous, loving and noble is itself an honour.

He was a man of principles. He considered that the good deeds of a man takes him more closer to God's Heaven. He believed in helping others privately as according to him these deeds are for Almighty Allah. He once said. "I help others in order to buy my place in Heaven. These worldly goods are of no use to me. I am spending them in order to buy the goods which will glorify my eternity". He always used to quote the following quotation whenever anybody asked him about his such a helping nature.

"Bee is more honoured than other animals, not because it labours, but because she labours for others".

Bade Papa loved doing charitable work. Through-out his life he had been doing charity for mosques, stadiums, and hospitals. He often used to spend his money in conducting other's marriage. He gave donations for many charitable schools of handicaps. He used to take care of expenditure of studies of many students who

With Complement

from

IQBAL ENGINEERING Co.

114, Gulberg Road Lahore, Pakistan

Tel: 0092-42-5751751
0092-42-57166266

Mobile: 0320-7355072
0320-469072

Fax: 0092-42-5710331
E-mail: pakeeza@fhoa.net

AIRCONDITIONING SYSTEMS
WAVES
3 YEARS GUARANTEE
Sabro
1 YEAR GUARANTEE
SPEL FUJIYA
3 YEARS GUARANTEE
LG
5 YEARS GUARANTEE
• REFRIGERATORS • DEEP FREEZERS
• WINDOW AIRCONDITIONERS
• SPLIT AIRCONDITIONERS
• PACKAGE AIRCONDITIONERS
WATER COOLERS
SALES • INSTALLATION • MAINTENANCE
• REPAIRS & OPERATION
PAKISTAN REFRIGERATION
SHOWROOM:
Main Alamgir Road, C.P. Barrar Society,
Sharfabad, Karachi.
Tel: 4925353 - 4925354
Fax: (92-21) 4925355
SABA ELECTRONIC
SHOWROOM:
Hamza Arcade,
105-A, S.M.C.H.S., Karachi.
Tel: 4539789 - 4312007
Fax: 92-21-4925355